



تصوراتی خاکہ

دوروزہ آن لائن قومی کانفرنس

بعض

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد: شخصی عظمت اور عصری معنویت

زیر اہتمام

انسٹی ٹیوٹ آف آنجیکٹو اسٹڈیز، نئی دہلی

بہ اشتراک

شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

بتاریخ: 19، 20 اگست 2025

بمقام

☆ کانفرنس ہال، انسٹی ٹیوٹ آف آنجیکٹو اسٹڈیز، نئی دہلی

☆ پری ویو تھیٹر، آئی ایم سی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ (1888-1958) کی شخصیت برصغیر کی تاریخ کا ایک ایسا روشن باب ہے، جسے اسلامیات، سیاسیات، مذہبیات، صحافت، تعلیم، ادب، خطابت اور جدوجہد آزادی جیسے اہم حوالوں سے آج تک یاد کیا جاتا ہے اور شاید ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔ ان کی ذات ایک ہمہ جہت شخصیت اور ایک ہشت پہل نگینے کی حیثیت رکھتی تھی۔ وہ ایک عالم، مفکر، مفسر قرآن، قائد، صحافی، ماہر تعلیم، مدبر سیاست دان، نثر نگار، خطیب، نظریہ ساز اور آزاد ہندوستان کے معماروں میں سے ایک تھے۔

مولانا ابوالکلام آزاد 11 نومبر 1888 کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام محی الدین احمد تھا، لیکن علمی دنیا میں انھوں نے "ابوالکلام آزاد" کے نام سے شہرت پائی۔ ان کے والد مولانا خیر الدین ایک معروف عالم دین تھے، جنہوں نے عرب سے آکر ہندوستان میں سکونت اختیار کی تھی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اور پھر مختلف تعلیم گاہوں میں حاصل کی۔ عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل کیا۔ اعلیٰ علم دین حاصل کیا۔ سماجیات کا گہرا عملی مطالعہ کیا۔ دنیا اور ملک میں ہونے والی زبردست تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا۔ آگے چل کر وہ نہ صرف ایک بلند پایہ مفسر اور متبحر عالم دین بن کر سامنے آئے بلکہ جدید سائنسی اور سیاسی افکار سے واقفیت رکھنے والے ماہر کی حیثیت سے بھی سامنے آئے۔ 22 فروری 1958 کو دہلی میں وفات پائی۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت بڑی تہ دار تھی۔ ہم اُن کی شخصیت کی جس تہ تک بھی رسائی حاصل کرتے ہیں، وہ ہمیں متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑتے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ان کی شخصیت مجموعہٴ اضداد تھی۔ اُن کی شخصیت میں ایسے متعدد گوشے بہ یک وقت موجود تھے، جن کا ایک ساتھ ہونا عام حالات میں ناممکن یا انتہائی مشکل تصور کیا جاتا ہے۔ وہ ہمیں ایک طرف ترجمان القرآن جیسی عظیم تفسیر تحریر کرتے نظر آتے ہیں، تو دوسری طرف غبارِ خاطر جیسی خالص ادبی کتاب میں حسن و جمال، چائے کی اقسام اور فنونِ لطیفہ پر گفتگو کرتے نظر آتے ہیں۔ ایک طرف جامع مسجد دہلی اور کلکتہ کی عید گاہ میں مسلمانوں کے سامنے مذہبی خطاب کرتے دکھائی دیتے ہیں، تو دوسری طرف شملہ کانفرنس، کانگریس کمیٹی کے اجلاس اور ہندوستانی پارلیمنٹ میں حساس سیاسی موضوعات پر تقریر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک طرف شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے معتقد کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں تو دوسری طرف شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی کے فیض یافتہ کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ وہ ایک طرف حزب اللہ کا خاکہ پیش کرتے دکھائی دیتے ہیں تو دوسری طرف وفاقی ہندوستان کا نقشہ بناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے مذکور بالا تمام شخصی رنگوں کے ساتھ جو رنگ سب سے غالب نظر آتا ہے، وہ علوم اسلامی کے ایک ایسے غواص کا رنگ ہے، جس کی نگاہ میں اسلامی علوم کا پورا ذخیرہ بھی ہے اور زمانے کی ضروریات کا شدید احساس بھی۔ یعنی وہ ایک دور اندیش اور بے دار مغز تبصر عالم دین تھے۔ یہ رنگ، اُن کی زندگی کے باقی تمام رنگوں پر حاوی اور غالب ہے۔ وہ ایوان میں ہوں یا قید خانے میں، مسجد میں ہوں یا کسی ادبی محفل میں، دوستوں کے ساتھ ہوں یا اپنے بڑوں کے ساتھ، علمائے دین کے ساتھ ہوں یا گاندھی جی، پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کے ساتھ، غرض یہ کہ ہر وقت اور ہر جگہ وہ سب سے پہلے ایک عالم دین کی شکل میں نظر آتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی تمام تر سیاسی، سماجی اور صحافتی مصروفیات کے ساتھ علوم اسلامی کے ایک رمز شناس کی حیثیت سے بڑے علمی سنگ میل طے کیے۔ انھوں نے اسلامی کتب خانے کو ایسی کئی دستاویزات دیں، جو اُن کی وفات کے تقریباً ستر سال بعد بھی ہر اسلامی طالب علم کے لیے بیش قیمت ہدیے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں نام اُن کی عظیم تفسیر ترجمان القرآن کا ہے۔ اس تفسیر میں دوسری متعدد انفرادیتوں کے ساتھ ساتھ یہ انفرادیت شاید سب سے زیادہ قابل ذکر ہے کہ قرآن کے متعدد موضوعات پر مولانا ابوالکلام آزاد کی تحقیقات و علمی نکات پر آج تک کوئی اضافہ نہیں کیا جاسکا۔ اسلامیات کے ایک طالب علم کو اصحاب کہف، ذوالقرنین، نظریہ قومیت کے اسلامی سیاق اور تفسیر سورہ فاتحہ پر کوئی علمی کام کرنا ہو تو وہ ترجمان القرآن سے آنکھ بند کر کے نہیں گزر سکتا۔ ترجمان القرآن کے علاوہ قرآن کا قانون عروج و زوال، مسئلہ خلافت، اسلام کا نظریہ جنگ، تذکرہ، انسانیت موت کے دروازے پر، المیرونی اور جغرافیہ عالم، غبار خاطر، خطبات آزاد، مضامین آزاد، تصریحات آزاد اور حواشی آزاد بھی ایسی کتابیں ہیں، جن سے کئی یا جزوی اختلاف تو کیا جاسکتا ہے، لیکن ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا ابوالکلام آزاد برطانوی استعمار کے خلاف صفِ اول کے رہنما تھے۔ وہ متعدد مرتبہ کانگریس پارٹی کے صدر منتخب ہوئے، خصوصاً 1940 میں، جب وہ سب سے کم عمر صدر منتخب ہوئے۔ یہ اُس دور کی کانگریس تھی، جس میں بابائے قوم موہن داس کرم چند گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو، سردار ولہ بھائی پٹیل، ڈاکٹر راجندر پرساد، سروجنی نائیڈو، سہاش چندر بوس، خان عبدالغفار خان اور جے پی کرپالانی جیسے بڑے لوگ سرگرم تھے۔ ایسے دور میں ایک کم عمر اور خالص عالم دین کا صدر کانگریس کے عہدے پر فائز ہونا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ India Wins Freedom کے صفحات اور مولانا آزاد کے معاصرین کی تحریریں بتاتی ہیں کہ مولانا آزاد صدر برائے صدر نہیں بلکہ نہایت سرگرم اور ہر لحاظ سے مؤثر صدر تھے۔

مولانا ابوالکلام آزاد ہندو مسلم اتحاد کے پرزور داعی تھے۔ وہ مابعد استعمار ہندوستان کے لیے جو مناسب نقشہ تصور کرتے تھے، وہ جغرافیائی اور سماجی دونوں لحاظ سے غیر منقسم ہندوستان کا نقشہ تھا، لہذا وہ قیام پاکستان کے سخت مخالف تھے۔ جذباتیت کی آندھی میں اپنے اس نظریے کی وجہ سے انھیں اپنے ہم مذہبوں کی طرف سے سخت ترین اذیتیں بھی اٹھانی پڑیں، لیکن وہ دباؤ میں آنے یا نظریے

سے صلح کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ اسی لیے انھوں نے آزاد ہندستانی ریاستوں کے لیے ایک وفاقی ہندستان کا نقشہ پیش کیا تھا۔ افسوس! وہ مثالی خاکہ دو طرفہ جذباتیت اور دو طرفہ فرقہ واریت کی نذر ہو گیا، جس کے نتیجے میں برصغیر کو تقسیم ہند کے خونیں سانحے سے دوچار ہونا پڑا۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی سوانح کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ ذوقِ صحافت ان کی فطرت میں داخل تھا۔ نو جوانی سے جوانی تک انھوں نے متعدد رسائل میں اہم خدمات انجام دیں۔ اُن کا یہ ذوقِ صحافت اپنی معراج کو اس وقت پہنچا جب انھوں نے الہلال اور البلاغ جاری کیا۔ ان جراند نے اردو صحافت کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ برطانوی سامراج کے خلاف آواز بلند کی۔ مسلمانوں کو اپنا علمی و تہذیبی ورثہ سنبھالنے کی دعوت دی۔ برادرانِ وطن کو ہندستانیت کا درس دیا۔ ایک نئے منہجِ صحافت کو جنم دیا۔ ایک نیا اسلوبِ انشا پیش کیا۔ عرشِ ملیانی نے صحیح لکھا ہے کہ ”مولانا آزاد نے الہلال میں مسلمانوں سے ایک نئی زبان میں خطاب کیا۔ صرف ان کے خیالات اور نقطہ نظر ہی میں جدت نہ تھی، بلکہ ان کی تحریر کا رنگ بھی نیا تھا۔ ان کا اسلوب بیان جان دار اور پر زور تھا، گوفارسی آمیز ہونے کی وجہ سے وہ قدرے مشکل بھی تھا۔“ اپنی بے باک صحافت کی وجہ سے انہیں متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ لیکن وہ اس سچے مسلکِ صحافت کے علم بردار تھے، جسے فیض احمد فیض نے اس طرح بیان کیا ہے:

ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

آزادی کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد کو ہندستان کا پہلا وزیرِ تعلیم مقرر کیا گیا۔ انہوں نے جدید ہندستان کی تعلیمی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں سب سے بنیادی کردار ادا کیا۔ ان کی کوششوں سے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC)، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (IITs) سہ ماہی تعلیمی منصوبے اور بہت سے ثقافتی ادارے جیسے ساہتیہ اکیڈمی، سنگیت ناک اکاڈمی وجود میں آئے۔ ان کی تعلیمی خدمات کے اعتراف میں بھارت سرکار نے ان کے یومِ پیدائش کو ہر سال یومِ تعلیم کے طور پر منانے کا اعلان کیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی فکر اور آراء آج کے دور میں نہایت مربوط اور موزوں محسوس ہوتی ہیں۔ ان کی اجتہادی فکر، عقلیت پسندی، قومی وحدت اور رواداری کا پیغام، تعلیمی نظریات اور صحافتی رویہ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔ ان کی فکری میراث ہمیں ایک ایسا متوازن اور ترقی یافتہ معاشرہ تشکیل دینے کا راستہ دکھاتی ہے جس کی بنیاد علم، اتحاد، انصاف، دوراندیشی اور انسان دوستی پر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تمام غیر جانب دار محققین و مؤرخین کا عقیدہ ہے کہ مولانا آزاد کی فکر ماضی سے زیادہ حال کے لیے اہمیت کی حامل ہے۔ اُن کے متعلق لکھنے والوں نے خوب لکھا ہے۔ اُن کی زندگی ہی میں متعدد اہل علم مختلف نوعیتوں کے علمی کام انجام دے چکے تھے۔ پھر اُن کی

وفات کے بعد تو تحقیقات و تصانیف کا ایک سیلاب امنڈ آیا۔ محمد مجیب، شورش کاشمیری، عبدالرزاق ملیح آبادی، جاوید اقبال، عبدالقوی دسنوی، غلام یزدانی، مسعود حسین خان، سید عبدالرؤف، عبدالمغنی، گوپی چند نارنگ، عرش ملیانی، جگناتھ آزاد، مالک رام، قاضی عبدالودود، ظ انصاری، معین شاکر، سید مسیح الحسن، عتیق صدیقی، علی جواد زیدی، ابوسلمان شاہجہاں پوری، ملک زادہ منظور احمد اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم نے مختلف جہتوں سے ابوالکلام آزاد کے افکار و نظریات اور شخصیت و خدمات کو موضوع بنایا۔ اس کے باوجود کئی گوشے اب تک تشنہ محسوس ہوتے ہیں۔ ان میں سے معاصر ہندوستان میں ابوالکلام آزاد کی عصری معنویت کا پہلو سب سے ممتاز ہے۔

سب جانتے ہیں کہ 1947 کے بعد برصغیر میں جو انقلاب برپا ہوا اور ہندوستان میں جو کچھ بڑی تبدیلیاں واقع ہوئیں، وہ سب مولانا ابوالکلام آزاد کے لیے غیر متوقع نہیں تھیں۔ India Wins Freedom میں انھوں نے ملک و ملت کے متعلق جن اندیشوں کا اظہار کیا تھا، وہ سب کھلی حقیقت کی طرح ہمارے سامنے آچکے اور آرہے ہیں۔ وہ اپنی ایمانی فراست سے فرقہ واریت کا بھیاں نک سیلاب آتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ ملک و ملت کو غربت، بھک مری، جہالت اور بے سمتی جیسے خطرناک فتنوں میں مبتلا دیکھ رہے تھے۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ اُن کی نظر صرف اندیشوں یا خطروں پر تھی، بلکہ وہ امکانات پر بھی نظر رکھتے تھے۔ مسائل کے حل بھی جانتے تھے۔ اس لیے آج اس بات کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ آج کے ہندوستان میں ابوالکلام آزاد کی عصری معنویت کا بھرپور جائزہ لیا جائے۔ اس جائزے سے ہمارے مسائل حل بھی ہو سکیں گے اور ابوالکلام آزاد کی علمی و فکری جہات کی پوشیدہ تہیں بھی ہمارے سامنے آسکیں گی۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی مثالی شخصیت، وسیع خدمات اور خاص طور پر آج کے ہندوستان میں اُن کے افکار و نظریات کی معنویت کو مد نظر رکھتے ہوئے انسٹی ٹیوٹ آف آئی جیکٹیو اسٹڈیز نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سال ان کی شخصیت اور خدمات پر قومی کانفرنس منعقد کی جائے۔ اس دوروزہ کانفرنس کے لیے ”مولانا ابوالکلام آزاد“ شخصی عظمت اور عصری معنویت“ کا مرکزی عنوان طے کیا گیا ہے۔ یہ کانفرنس شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد کے اشتراک سے 19، 20، 21 اگست 2025 کو آن لائن موڈ میں دہلی اور مانو حیدرآباد میں منعقد ہوگی۔ کانفرنس کے ذیلی عناوین یہ ہوں گے:

- 1- مولانا ابوالکلام آزاد: سوانح اور اہم شخصی نقوش
- 2- مولانا ابوالکلام آزاد اور اسلامی علوم
- 3- مولانا ابوالکلام آزاد اور تعلیم: نظریات اور خدمات
- 4- مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافتی بصیرت
- 5- مولانا ابوالکلام آزاد کے سیاسی نظریات
- 6- موجودہ ہندوستان میں مولانا ابوالکلام آزاد کی معنویت

اہم تاریخیں

خلاصہ مقالات جمع کرنے کی آخری تاریخ (pdf، Inpage اور doc فائل میں) 30 جون 2025

خلاصہ مقالات کی منظوری کی اطلاع 5 جولائی 2025

مکمل مقالہ جمع کرنے کی آخری تاریخ (pdf، Inpage اور doc فائل میں) 10 اگست 2025

خلاصہ مقالات اپنی ذاتی تفصیلات مع پاسپورٹ سائز تصویر جمع کرنے کے لیے درج ذیل لنک پر کلک کریں:

<https://forms.gle/tPU3oqMdRkyUBSsv8>

کوآرڈینیٹر

ڈاکٹر عاطف عمران

اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
موبائل: +91-7505279270

کنوینر

پروفیسر محمد حبیب

صدر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
موبائل: +91-9888578143

کنوینر

شاہ اجمل فاروق ندوی

انچارج شعبہ اردو
انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی
موبائل: +91-9654058854

آرگنائزنگ کمیٹی

پروفیسر ایم۔ افضل وانی

چیئر مین، انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی

پروفیسر ایم۔ اسحق

سابق ڈین، فیکلٹی آف ہیومانیز اینڈ لینگویج
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

پروفیسر اختر الواسع

سابق صدر، مولانا آزاد یونیورسٹی، جوڈھپور،
راجستھان

جناب محمد عالم

سکریٹری جنرل، انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز
نئی دہلی

ڈاکٹر عاطف عمران

اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

شاہ اجمل فاروق ندوی

انچارج شعبہ اردو
انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی

پروفیسر محمد حبیب

صدر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

استفسار کے لیے رابطہ کریں

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز

۱۶۲، جوگابائی، مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

فون: 26987467, 26989253, 11-26981187-91، موبائل: 9311226224

ای میل: ios.newdelhi@gmail.com, info@iosworld.org

ویب سائٹ: www.iosworld.org

